101405 ـ عورت کا خاندان کافر ہے اور خاوند نے بیوی کو حمل کی حالت میں چھوڑ دیا اور اس کے اخراجات بھی برداشت نہیں کرتا

سوال

میرا سوال ايك مشہور قضیہ كے بارہ ميں ہے وہ يہ كہ: جب معاشرہ والوں كو علم ہو جائے كہ خاوند نے اپنى بيوى كو حمل كى حالت ميں چھوڑ ديا ہے اور وہ بيوى كى مكمل طور پر مادى معاونت نہيں كرتا تو معاشرہ كے افراد كى ذمہ دارى كيا ہو گى.
كيونكہ عورت كا سارا خاندان كافر ہے، خاوند اور بيوى جس معاشرہ كے افراد ہيں جب اس معاشرہ كے لوگوں كو ان حالات كا علم ہو جائے تو كيا انہيں اس كى ديكھ بھال كرنے سے يہ عذر پيش كرتے ہوئے انكار كرنا جائز ہے كہ ہم كچھ نہيں كر سكتے كيونكہ ہم ايك كفريہ معاشرہ ميں زندگى بسر كر رہے ہيں ؟
ميں نے ايسے ماحول كے بارہ ميں بھى سنا ہے كہ اگر كوئى مسلمان معاصى و گناہ كا مستقل ارتكاب كرتا ہے تو وہاں كے لوگ اسے اس معاشرے سے نكال ديتے ہيں، كيا يہ امت كى ذمہ دارى نہيں كہ جب كوئى شخص گناہ كا مرتكب ٹھرے يا پھر اپنے بيوى بچوں ظلم كرے تو امت كے افراد اسے اس كى ذمہ دارى پورى كرنے كا كہيں ؟
اس سلسلہ ميں كيا تدبير اختيار كرنى چاہيے اور اس مسئلہ كو حل كرنے كے ليے كيا جائے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

افسوس ہے كہ مسلمانوں ميں كچھ ايسے افراد بھى پائے جاتے ہيں جو اسلامى آداب و اخلاق كا خيال نہيں كرتے، اور اس پر بھى افسوس ہے كہ يہ لوگ كفريہ ممالك ميں بستے ہيں ہو ان كى يہ زيادتى بڑھ كر دين اسلام پر زيادتى كے مترادف ہو جاتى ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى ان فوت شدہ مسلمان تاجروں پر رحم فرمائے جنہوں نے اپنے اخلاق عاليہ سے كئى امتيں دين اسلام ميں داخل كيں، يہ لوگ ايسے نمونے اور آئيڈيل بن گئے جن پر تاريخ اسلام ميں فخر كر جاتا رہےگا.

آج كل كفريہ ممالك ميں مسلمانوں كى تعداد كتنى زيادہ ہے، اگر ان ميں سے ہر شخص دين اسلام كى تعليمات اور آداب و اخلاق پر صحيح عمل كرتا، اور يہ مسلمان شخص كے ليے تقوى و پرہيزگارى ميں نمونہ بن كر دكھاتا تو آپ زمين ميں بہت بڑى اور عظيم تبديلى ديكھتے.

كفريہ ممالك ميں بسنے والے مسلمانوں ميں سے اگر ہر ايك مسلمان شخص صرف ہر سال ميں ايك شخص كو ہى دين اسلام ميں داخل كرتا تو آپ زمين ميں اس كا وہ اثر ديكھتے جو اديان كى تاريخ ميں اب تك سننے ميں نہيں آيا.

ليكن افسوس كے ساتھ كہنا پڑتا ہے كہ ايسا كہاں ہو سكتا ہے كيونكہ يہ لوگ تو نظرياتى طور پر بھى دين اسلام كى تعليمات سے جاہل ہيں، اور اگر ان ميں سے كسى شخص كو دين اسلام كى تعليمات كا علم بھى ہے تو وہ ان تعليمات پر عمل نہيں كرتا، مگر جس پر اللہ سبحانہ و تعالى كا رحم و فضل ہے وہ عمل پيرا ہے.

چاہيے تو يہ تھا كہ يہ مسلمان خاوند دين اسلام كے عالى اخلاق كا مالك ہوتا، اور اس كے نتيجہ ميں اس كى بيوى اور بيوى كا سارا خاندان دين اسلام ميں داخل ہو جاتا، ليكن اس كے بدلے ميں يہ خاوند تو ايسے اخلاق كا مالك ہے كہ اس كے اخلاق اور سلوك كى بنا پر بہت سارے دين اسلام سے ہى نفرت كرنے لگے ہيں.

اس كى وجہ يہ ہے كہ كچھ لوگ تو طلاق دينے كى نيت سے شادى كرتے ہيں كہ جب اس كا جى بھر جائے اور تعليم ختم ہو جائے تو وہ بيوى كو پھينك ديتا ہے.

اور كچھ ايسے بھى ہيں جو شہريت كے حصول اور تعليم كا ويزہ حاصل كرنے كے ليے شادى كرتے ہيں، جب ان كا يہ كام ہو جاتا ہے تو بيوى كو چھوڑ ديتے ہيں.

اور ايسے افراد كا اپنى بيويوں كے ساتھ كيا معاملہ ہوتا ہے اس كے بارہ ميں آپ جو بات كريں اس ميں كوئى حرج نہيں كاش يہ خاوند و نيك و صالح ہوتا، اور اللہ سبحانہ و تعالى نے اس پر جو ذمہ دارى عائد كى ہے وہ فرائض ادا كرتا، اور دين اسلام كے اخلاق عاليہ كو اختيار كرتا تو اس كے ليے دنيا و آخرت ميں بہتر تھا.

دوم:

بيوى كے اپنے خاوند پر جو حقوق ہيں ان ميں سب سے عظيم حق بيوى كا نان و نفقہ ہے اسى كى بنا پر مرد كو حاكم بنايا گيا ہے اور وہ نان و نفقہ كى بنا پر ہے اس كا مستحق ٹھرا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

مرد عورتوں پر حاكم ہيں اس وجہ سے كہ اللہ تعالى نے ايك كو دوسرے پر فضيلت دى ہے، اور اس وجہ سے كہ مردوں نے اپنے مال خرچ كيے ہيں النساء (34).

امام طبرى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" الرجال قوامون على النساء " يعنى: مرد اپنى بيويوں كو ادب سكھانے اور اللہ نے عورتوں پر اللہ اور خاوندوں كے

لیےجو واجب کیا ہے اس کی ادائیگی میں ان کا مؤاخذہ کرنے کے اہل ہیں.

" بما فضل اللہ بعضہم علی بعض "

یعنی: مردوں کو اللہ تعالی نے جو ان کی بیویوں پر فضیلت دی ہے کہ وہ بیویوں کو ان کے مہر دیں، اور اپنے اموال سے ان کا نان و نفقہ ادا کریں، اور ان کی ضروریات پوری کریں، اللہ سبحانہ و تعالی نے اس وجہ سے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے.

اور اسی لیے وہ ان کے نگران اور حاکم ٹھرے ہیں، کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان عورتوں کے جو امور مردوں کے ذمہ لگائے ہیں وہ اس کو نافذ کرتے ہیں.

دیکھیں: تفسیر طبری (8 / 290).

معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی ایك کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تم خود کھاؤ تو بیوی کو بھی کھلاؤ، اور جب تم پہنو تو بیوی کو بھی پہناؤ، اور بیوی کے چہرے پر مت مارو اور نہ ہی اسی قبیح اور بدصورت کہو، اور گھر کے علاوہ اس سے کہیں بھی بائیکاٹ مت کرو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

ابن رشد قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" علماء اس پر متفق ہیں کہ بیوی کے خاوند پر حقوق میں میں بیوی کا نان و نفقہ اور لباس شامل ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جس کا بچہ ہے اس پر ان (بچے کی ماں) کا خرچ اور لباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ .

اور اس لیے بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اور تم پر ان عورتوں کا نان و نفقہ اور لباس اچھے طریقہ سے ہے "

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے ہند رضى اللہ تعالى عنہا سے فرمايا تھا:

" تم اچھے طريقہ سے اتنا كچھ لے ليا كرو جو تمہارے اور تمہارے بچے كے ليے كافى ہو "

نان و نفقہ واجب ہونے پر سب متفق ہيں.

ديكھيں: بداية المجتہد و نہاية المقتصد (2 / 44).

اور الموسوعة الفقهية ميں درج ہے:

" رجعى يا بائن طلاق والى حاملہ عورت كا وضع حمل تك اس كے خاوند كے ذمہ نان و نفقہ واجب ہے، كيونكہ اس پر فقہاء كرام كا اتفاق ہے؛ اس ليے كہ فرمان بارى تعالى ہے:

اور اگر وہ (عورتيں) حمل والياں ہوں تو وضع حمل تك ان پر خرچ كرو . انتہى

ديكھيں: الموسوعة الفقهية (16 / 274).

حاملہ عورت كا نان و نفقہ اس كے خاوند كے ذمہ يقينى طور پر واجب ہے، چاہے بيوى كو طلاق بھى دے دى ہو! تو پھر اگر بيوى كو طلاق نہ دى ہو تو يہ نفقہ تو اور بھى يقينى واجب ہوگا.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اور اگر وہ حمل والياں ہوں تو تم ان پر خرچ كرو حتى كہ وہ اپنا حمل وضع كر ليں . الطلاق (6)

حتى كہ اگر خاوند بيوى كے حقوق سے برى بھى ہو چكا ہو اور پھر بيوى كا حمل واضح ہو جائے تو پھر اس كا نان و نفقہ اس برات ميں شامل نہيں ہوگا بلكہ اسے ادا كرنا ہوگا.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ سے دريافت كيا گيا:

ايك شخص نے اپنى بيوى كو تين طلاقيں دے ديں اور حمل كا علم ہونے سے قبل اس كے سارے حقوق بھى ادا كر ديے ليكن جب بيوى كا حمل واضح ہوا تو بيوى نے حمل كا نان و نفقہ طلب كيا تو كيا بيوى كو ايسا مطالبہ كرنے كا حق حاصل ہے يا نہيں ؟

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

" اگر معاملہ ايسا ہى ہے جيسا سوال ميں بيان كيا گيا ہے تو حمل حقوق سے برى الذمہ ہونے ميں شامل نہيں ہوگا،

بلکہ بیوی کو حمل کی حالت میں نان و نفقہ طلب کرنے کا حق حاصل ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 361).

اس بنا پر بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ خاوند سے اپنا اور حمل کا خرچ حاصل کرے، اور خاوند کے اخراجات نہ دینے کی صورت میں جو کچھ وہ اپنے اوپر خرچ کر رہی ہے وہ خاوند کے ذمہ قرض ہوگا، اور جس کے ہاتھ میں اس شخص کا معاملہ ہے اسے چاہیے کہ بیوی نے جو کچھ خرچ کیا اور جو خرچ ہو گا خاوند کو مجبور کیا جائے کہ وہ بیوی کے سارے اخراجات کی ادائیگی کرے.

اور اس خاوند کا مال جس شخص کے ہاتھ آئے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خاوند کی اجازت اور اختیار کے بغیر بھی بیوی کے اخراجات لے لے؛ کیونکہ اس کے مال میں یہ بیوی کا حق ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مال سے خاوند کے علم کے بغیر اپنے اور بچوں کے اخراجات کے لیے رقم لے سکتی ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ ھند بنت عتبہ رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان ایك بخیل شخص ہے، اور مجھے اور میری اولاد کے لیے کافی خرچ نہیں دیتا، میں اس کی لاعلمی میں مال لے کر ہی اپنا خرچ پورا کرتی ہوں.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم اچھے طریقہ سے اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کے لیے کافی ہو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (5049) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

سوم:

اس خاوند کے بارہ میں یہ علم نہیں ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں چھوڑا ہے، اور اس کا سبب کیا ہے، مشروع اور جائز تو یہ ہے کہ اگر بیوی کسی معصیت کی مرتکب ہو یا پھر کوئی واجب ترک کرے، یا پھر خاوند کی نافرمان ہو تو اسے وعظ و نصیحت کی جائیگی اور اگر یہ فائدہ مند نہ ہو تو پھر اسے چھوڑا جائیگا یعنی اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی تا کہ وہ معصیت و نافرمانی سے باز آ جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا خوف ہو تو انہیں نصیحت کرو، اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو، اور انہیں مار کی سزا دو، پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، یقینا اللہ تعالی بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے النساء (34).

اور کچھ علماء کرام کی رائے ہے کہ بیوی کو گھر سے نہیں نکالا جائیگا بلکہ گھر میں ہی رکھ کر اس سے بستر میں علیحدگی اختیار کی جائیگی، اس کی دلیل معاویہ قشیری رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث اوپر بیان ہو چکی ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھر سے نکل کر بیویوں سے علیحدگی اختیار کی تھی، اور یہ مختلف ہو سکتا ہے جیسا خاوند دیکھے کہ بیوی پر اس کا خود گھر سے جانا اثرانداز ہو سکتا ہے یا کہ گھر میں ہی رہتے ہوئے بستر میں علیحدگی اختیار کرنا.

اس مسئلہ میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اختلاف نقل کرنے کے بعد کہا ہے:

" حق یہ ہے کہ یہ چیز حالات کے اختلاف سے مختلف ہو گی، بعض اوقات گھروں میں ہی بیوی سے علیحدہ رہنا گھر سے باہر جانے کی بجائے زیادہ اثرا انداز ہو سکتا ہے، اور بعض اوقات اس کے برعکس ہو سکتا ہے.

بلکہ غالب طور پر تو گھر سے باہر جانا اور بیوی کو گھر میں ہی چھوڑ دینا دلوں پر زیادہ اثرانداز ہوتا ہے، اور خاص کر عورتوں کے دل تو بہت کمزور ہوتے ہیں اس سے خاوند انہیں چھوڑ کر گھر سے جائے تو بہت زیادہ اثر پڑتا ہے.

دیکھیں: فتح الباری (9 / 301).

ان سب حالات میں جبکہ بیوی اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کیے ہوئے ہے تو اس کا نان و نفقہ خاوند کے ذمہ ہے یہ منقطع نہیں ہوگا، لیکن اگر بیوی نافرمانی کرتے ہوئے گھر سے نکل جائے تو پھر اس حالت میں وہ نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہوگی.

لیکن اگر وہ حاملہ ہے تو پھر بچے کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ ہونگے، چاہے بیوی نافرمان ہی ہو؛ کیونکہ حاملہ عورت کا نان و نفقہ اس کے حمل کے لیے نہ کہ عورت کے لیے، مالکی حضرات کا قول اور شافعیہ کا بھی ایك قول یہی ہے، اور امام احمد سے ایك روایت ہے.

دیکھیں: الموسوعة الفقهية (16 / 274).

دیکھیں ہم نے سب لوگوں کے لیے بیان کر دیا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے بیوی کے حقوق کی کفالت کی ہے، اور اس کے خاوند کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرے، اور اگر بیوی کسی واجب میں کوتاہی کرے، یا پھر معصیت و نافرمانی کرے تو پھر خاوند اسے چھوڑنے اور اس سے بائیکاٹ کرنے سے قبل وعظ و

نصیحت کریگا.

اور اگر وہ اس سے بائیکاٹ بھی کرتا ہے تو بیوی کا نان و نفقہ ادا کریگا اس کے لیے نان و نفقہ ختم کرنا حلال نہیں، لیکن اگر بیوی نافرمان ہو اور وہ خاوند کے گھر سے نکل جائے تو پھر نان و نفقہ نہیں ہوگا.

اور اگر بیوی حاملہ ہو اور وہ بیت زوجیت میں ہی ہو تو اس کا نان و نفقہ یقینی ہوگا، اور اگر وہ نافرمان ہونے کی وجہ سے خاوند کے گھر میں نہیں تو بھی حمل کا نان و نفقہ منقطع نہیں ہوگا.

جو شخص استطاعت اور قدرت رکھتا ہے وہ اس عورت کے خاوند سے بات چیت کرے اور اسے نصیحت کرے کہ وہ اس سلسلہ میں کوتاہی سے کام مت لے، اور خاوند سے مطالبہ کرے کہ یا تو بیوی کو اچھے طریقہ سے اپنے پاس رکھے، یا پھر اسے اچھے طریقہ سے چھوڑ دے، اس کے لیے بیوی کو معلق کر کے چھوڑنا جائز نہیں، کہ بیوی کو نہ تو شادی شدہ رہنے دے اور نہ ہی وہ مطلقہ ہو.

اس کے مال میں بیوی کا نان و نفقہ واجب ہے، اور اگر اس سے جبرا مال لے کر بیوی کو نفقہ اور اخراجات کے مطابق دیا جائے تو جائز ہے، اور جب سے خاوند نے بیوی کو چھوڑ رکھا ہے اس وقت سے بیوی نے جو اخراجات کیے ہیں وہ سارے خاوند سے لیے جائیں، اور اس کے بعد اس کا نان و نفقہ مستقل طور پر لازم ہوگا.

کسی ایسے شخص کے لیے حلال نہیں جو امور کو حل کرنے اور سنبھالنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس بیوی کو ویسے ہی چھوڑ دے اور اس کا خیال نہ کرے، اور خاص کر جب یہ بیوی کفار خاندان سے تعلق رکھتی ہے اس لیے یہ بات حتمی ثابت ہو جاتی ہے کہ اس کے ارد گرد رہنے والے مسلمانوں کا اس کا زیادہ خیال رکھنا ہوگا، تا کہ اس عورت کے دین کی حفاظت ہو، اور مظلوم کی مدد و نصرت ہو سکے.

معاشرے کے افراد کا کسی مظلوم شخص کی داد رسی کرنا، اور محتاج کی ضرورت پوری کرنا، اور لاچار و مضطر کی شکایت سننا، اس کا پورا بدلہ نہیں ہے، اگر وہ اس کا اہتمام کریں تو بہت اچھا ہے، لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو پھر ملامت کے مستحق نہیں ہونگے؛ بلکہ یہ چیز تو انسان کے اسلام کی حقیقت ہے، اور دین اسلام میں ایک سلیم معاشرے کا رنگ ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" آپ مومنوں میں آپس میں رحمدلی اور محبت و مودت اور عاطفت میں ایک جسم کی طرح دیکھیں گے، جب جسم کا کوئی ایک حصہ تکلیف محسوس کرے تو سارا جسم ہی تکلیف اور بخار کا شکار ہو جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6011) صحیح مسلم حدیث نمبر (2586).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہي: ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپس میں محبت و مودت اور نرمی و عاطفت اگرچہ یہ سب آپس میں قریب المعنی ہیں، لیکن ان میں ایك لطیف باریك سا فرق ہے، تراحم سے مراد یہ ہے کہ اخوت ایمانی کی بنا پر وہ آپس میں ایك دوسرے کے ساتھ رحمدلی کرتے ہیں، کسی اور سبب کی بنا پر نہیں.

رہی آپس میں محبت و مودت تو اس سے مراد یہ ہے کہ ایسے کام کیے جائیں جو مبحت و مودت پیدا کریں یعنی تحفہ تحائف دیے جائیں، اور ایك دوسرے سے ملاقات کریں، اور ہدیہ وغیرہ دیں.

اور رہی عاطفت و نرمی تو اس سے مراد یہ ہے کہ ایك دوسرے کی معاونت کی جائے، جس طرح اس پر کپڑا معاونت کرتا ہے تا کہ اس میں قوت پیدا ہو " اھـ مختصرا.

قولہ: " کمثل الجسد " یعنی ایك جسم کی مانند جس طرح جسم کے سارے اعضاء مل کر ایك جسم بنتا ہے، اور اس میں تشبیہ اس طرح ہے کہ سارا جسم تھکاوٹ اور راحت میں موافق ہوتا ہے.

ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو جسم اور اہل ایمان کو جسم کے اعضاء کے ساتھ تشبیہ دی ہے، کیونکہ ایمان اصل ہے اور تکلیفات اس کی فروعات ہیں، اس لیے جب کوئی شخص فروعات میں خلل پیدا کرے تو اس سے اصل بھی متاثر ہوگا.

اسی طرح جسم اصل ہے جس طرح کہ ایك درخت ہوتا ہے اور جسم کے اعضاء درخت کی ٹہنیوں کی طرح ہیں، لہذا جب کوئی بھی عضو تکلیف محسوس کرے تو درخت کی طرح سارے اعضاء تکلیف محسوس کرتے ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے کسی ایك ٹہنی کو ضرب لگائی جائے تو ساری ٹہنیاں حرکت کرنے لگتی ہیں " انتہی

ماخوذ از: فتح الباری.

یقینا فقیر و مسکین اور ضرورتمند عیالداری کرنا اور اس کی ضرورت پوری کرنا مسلمان کے مال میں ایك اساسی حصہ شمار ہوتا ہے، اور جس معاشرے میں یہ ضرورتمند اور فقیر رہتا ہے اس پر فرض و واجب ہے کہ اس کی ضرورت پوری کرے.

اللہ سبحانہ و تعالی نے مومنوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے ان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اور ان کے اموال میں سوال کرنے اور محروم اشخاص کے لیے ایك معلوم حق ہے .

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" وہ شخص مومن نہیں ہے جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو "

اسے امام بخاری نے الادب المفرد (112) میں روایت کیا اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

لہذا اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ اس خاوند کی اصلاح فرمائے اور اسے اپنے گھر کی اصلاح کرنے کی توفیق دے، اور اللہ سبحانہ و تعالی نے اس بہن کو جس آزمائش میں ڈالا ہے وہ اس پر صبر کرے، اور اگر وہ صبر و تحمل سے کام لیتی ہے تو اسے اجروثواب کے حصول پر خوش ہو جانا چاہیے، کہ وہ اپنی مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہوئے اجروثواب کی نیت کرے گی تو اللہ تعالی اسے اجروثواب عطا فرمائیگا.

اس بہن کو اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ اسے اس مشکل اور تنگی سے نکالے، اور اس کے لیے وہ کچھ اختیار فرمائے جو اس کے دین و دنیا کے لیے بہتر ہو.

واللہ اعلم .